اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر - غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱؍

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰؍

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۴۲ | مورخہ ۴؍ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

الفضل کا خاتم النبیین نمبر بابت سنہ ۱۹۳۰ء

درخواستیں ۱۰؍ اکتوبر سے پہلے ہمیں پہونچ جائیں

گذشتہ پرچہ میں اطلاع دی جاچکی ہے۔ کہ الفضل کا خاتم النبیین نمبر (جو گذشتہ سال ۱۶ ہزار چھپا تھا۔) اس سال بھی نہایت آب و تاب کے ساتھ نئے نئے مضامین نظم و نثر سے مزین بصیرت افزاء ناظرین ہوگا۔ پس آپ جلد سے جلد جس قدر پرچے اپنے شہر اور اپنے حلقہ اثر میں فروخت کرا سکیں۔ ہمیں بذریعہ وی۔ پی بھجوانے کا آرڈر ارسال کر دیں۔ کیونکہ دس اکتوبر کو یہ خاص نمبر چھپنا شروع ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد ہمارے لئے تعداد اشاعت کو بڑھانا مشکل ہوگا۔ فدا کاران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذشتہ سال سے زیادہ تعداد میں آرڈر دے کر حضرت رسالتمآب ؐ سے اپنی محبت و وارفتگی کا ثبوت دیں۔ قیمت فی کاپی چار آنے ؂

اشتہار دینے والے جلد اشتہار بھجوا دیں۔ نرخنامہ منگوا لیں ؂

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ حضور ان دنوں ایک نہایت اہم تصنیف میں مشغول ہیں۔ جو غالباً سیاسی نوعیت کی ہے ؂

چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلےٰ چند دنوں سے رخصت پر باہر گئے ہوئے ہیں۔ اور غالباً تین تاریخ تک واپس آجائیں گے۔ آپ کی جگہ مولوی عبد المغنی صاحب کام کر رہے ہیں ؂

جلسہ ہائے سیرت نبوی کے موقعہ پر لیکچروں کی تیاری کے لئے نوٹ زیر طباعت ہے۔ اور بہت جلد احباب کو بھیجدئے جائیں گے ؂

سالٹ پانڈ مشن کی تبلیغی رپورٹ

سالٹ پانڈ سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک نہایت زرخیز علاقہ ہے۔ جسے یہاں آگونا کہتے ہیں (اس علاقہ کی زمین "کوکو" کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ہے) جس کی وجہ سے کئی لوگ اپنے گاؤں کو چھوڑ کر قریباً سال بھر یہیں رہتے ہیں۔ اور کاشت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں کے باشندے بڑے امیر ہیں۔ اوماھین (سردار) کا صدر مقام [illegible] ہے۔ سترہ جولائی کو میں یہاں پہونچا۔ اوماھین کو پہلے اطلاع دی ہوئی تھی۔ اس نے کمال مہربانی سے میری رہائش وغیرہ کا انتظام کرایا۔ جزاہ اللہ

چونکہ پہلے اس علاقہ میں ہماری طرف سے کبھی لیکچر نہیں ہوا۔ اس لئے لوگوں نے لیکچر کے لئے بہت اشتیاق ظاہر کیا۔ چنانچہ اسی روز شام کے وقت شہر کے خواندہ طبقہ کے سامنے ایک لیکچر دیا گیا۔ جس کے بعد میں قریباً ایک گھنٹہ تک متنازعہ فیہا مسائل کے متعلق سوال و جواب ہوتے رہے۔

۱۹ - جولائی کی صبح کو ایک اور لیکچر عام ہوا۔ جس میں بُت پرستی کا بطلان کیا گیا۔ اور بائیبل سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے متعلق پیشگوئیاں سنائی گئیں۔ لیکچر کے بعد کچھ دیر دیگر مسائل کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے متعلق بات شروع ہوئی۔ میں نے کہا کہ یہ پرانی انجیل میں موجود نہیں۔ بلکہ بعد کی اختراع ہے۔ چنانچہ حوالہ کے لئے اصل انجیل پیش کر دی گئی۔ تاکہ وہ لوگ برٹش اینڈ فارین بائبل سوسائٹی کا نام پڑھ لیں۔ لوگ سخت حیران ہوئے۔ اور لیکچر کے بعد میرے مکان پر آکر ڈیڑھ گھنٹہ تک اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد میں نے بازاروں میں جاکر تبلیغ کی۔ چنانچہ ایک جگہ شام کے قریب بہت سے مرد اور عورتیں جمع ہوگئے۔ اور ایک قسم کا لیکچر شروع ہوگیا۔ لوگ ہر قسم کے سوالات پوچھتے رہے۔ اور جواب اسلامی نقطہ نگاہ سے دیئے گئے۔ عشاء کے بعد پھر خواندہ طبقہ میں ایک لیکچر دیا۔

[illegible] جاکر تبلیغ کرنے کا ذکر گولڈکوسٹ کے مشہور اخبار انڈیپنڈنٹ میں بھی ہوا ہے۔ بیس تاریخ کو آگونا ڈواکوا پہونچا۔ اور انفرادی طور پر تبلیغ کی۔ نماز مغرب کے بعد ایک پبلک لیکچر دیا۔ جس میں بتلایا کہ افریقہ کی دینی و دنیوی ترقی اسلام اور صرف اسلام ہی سے وابستہ ہے۔ بعد میں حسب معمول سوالات کئے گئے۔ میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ آگونا ایک نہایت زرخیز علاقہ ہے۔ ڈواکوا کے چیف نے گاؤں میں بجلی بھی لگا رکھی ہے۔ گویا کہ جنگل میں منگل بنا دیا ہے۔

بعد ازاں عیسائیوں کے ایک پادری سے ملا۔ اور اسے تبلیغ کی۔ [illegible] کے سردار نے ایک پاؤنڈ اور ڈواکوا کے سردار نے ۲۵ شلنگ بطور نذرانہ پیش کئے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس سفر کا خرچ خود ہی مہیا فرما دیا۔

۲۱ - جولائی کو آگونا نیا کردم پہونچا۔ اور ایک لیکچر دیا۔ حاضرین کی تعداد چار سو ہوگی۔ تعدد ازدواج کی حکمت اور ضرورت بھی بیان کیا۔ اس لیکچر میں ایک یوروپین آفیسر مع اپنی بیوی کے شامل تھا۔ میں نے ریویو انگریزی سے نومسلمین کے فوٹو دکھلائے۔ اگلے دن (غیر احمدی) محلے میں گیا۔ اور قرآن شریف اور صحیح حدیثوں سے ثابت کیا۔ کہ اسرائیلی ابن مریم کا انتظار فضول ہے۔ دوران تقریر میں لوگ شور ڈالنے لگے۔ بخاری اور مسلم موجود تھی۔ تمام حوالہ جات پیش کر دئے۔ لیکچر ابھی ختم نہ ہوا تھا۔ کہ سوالات کی بوچھاڑ شروع ہوگئی۔ میں نے زور دیا۔ کہ لیکچر ختم ہونے دو۔ مگر وہ لوگ یہ سنتے ہی گھبرا گئے۔ کہ حدیثوں میں صرف ایک ہی عیسٰے کا ذکر نہیں۔ بلکہ عیسٰے دو ہیں۔ ان کے تمام سوالات کے جواب دئے۔ جس پر ان کا شور ختم ہوا۔

امیر نے درخواست کی۔ کہ اگر دوبارہ کسی وقت نیا کرام جاؤں۔ تو اس سے علیحدہ ملاقات ضرور کروں۔ جن مولوی صاحب نے سب سے زیادہ شور ڈالا۔ جب ان کے تمام سوال ختم ہوگئے۔ تو ان کا رویہ بدل گیا۔ نہایت اکرام کے ساتھ دور تک مجھے الوداع کہنے کے لئے تشریف لائے۔ اور میرا ایڈریس لیا۔ اور اصرار کے ساتھ اپنا نام اور پتہ مجھے لکھوایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف مائل کر دے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق دے۔

سویڈرو کے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب سے بھی جو نیا کردم میں دور سے آئے ہوئے تھے۔ ملاقات ہوئی۔ اور آپ کو بہت دیر تک تفصیل کے ساتھ تبلیغ کی گئی۔ ۲۲ - جولائی کو سراہا پہنچا اور غیر احمدیوں کے امام سے ملاقات کی۔ اسی روز شام کو بوبوبی کو پہنچا اگلے دن صبح کو لیکچر دیا۔ دوپہر تک سوالات ہوتے رہے۔ افریقن لوگ جو کئی سالوں سے عیسائی ہو چکے ہیں۔ یوروپین یا امریکن اقوام کی طرح محض نام کے عیسائی نہیں ہیں۔ بلکہ حتی الامکان انجیل کے ناممکن العمل احکام پر بھی عمل کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا مسلمان ہونا ایک لمبے وقت کو چاہتا ہے۔ آپ ہزار دلائل بھی دیں۔ صرف یہ کہنا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔ اُن کی آنکھوں میں خون اُترنے کے لئے کافی ہے۔ مگر اسلام کے روشن دلائل کی تلوار بالآخر ان کی جہالت کی بیڑیوں کو کاٹ کر رہے گی۔ اللھم آمین۔

تعلیم الاسلام احمدیہ سکول

تعلیم الاسلام احمدیہ سکول ۲۸ - جون سے موسمی تعطیلات کی وجہ سے بند ہے۔ ہمارے سکول کے اکثر طلباء دوسرے شہروں سے تعلیم کی خاطر یہاں آگئے ہیں۔ اس لئے سکول بند کرنے سے پیشتر تمام طلباء کو تبلیغ اسلام کی طرف توجہ دلائی۔ بائیبل سے مختلف مضامین پر چند حوالہ جات یاد کرائے۔ نیز وفات مسیح علیہ السلام پر قرآن شریف سے آیات یاد کروائی گئیں۔

میں نے محسوس کیا ہے۔ کہ افریقہ میں اسلام پھیلانے کا صحیح طریق یہی ہے۔ کہ افریقن مبلغ تیار کئے جائیں۔ عام طور پر ایسا ہوتا ہے۔ کہ جب کسی گاؤں میں لیکچر دیا جائے۔ تو بہت کم لوگ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ لیکن بعد ازاں اپنے بھائی بندوں کی تبلیغ سے بڑی تعداد میں مسلمان ہو جاتے ہیں۔ افریقہ میں صرف وہی عیسائی مشن کامیاب ہوئے ہیں۔ جنھوں نے افریقن پادری تیار کئے۔ اس وجہ سے یہ ضروری ہے۔ کہ یہاں سے کچھ طالب علم قادیان جاکر دینی تعلیم حاصل کریں۔ میں نے دوستوں کو تحریک کی ہے۔ اور امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ چند ایک احباب کو توفیق عطا فرمائے گا۔ کہ وہ اپنے بچوں کو قادیان بھیجیں۔

تعطیلات سے ایک ہفتہ پیشتر سکول میں چھٹا درجہ کھول دیا گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ ہر لحاظ سے ہمارا سکول ترقی کرے۔ انسپکٹر آف سکولز نے مئی میں سکول کا معائنہ کیا تھا۔ رپورٹ مجھے بھیجدی گئی ہے۔ جو عام طور پر تسلی بخش ہے۔ لکھا ہے:-

The School is progressing favourably

یعنی سکول تسلی بخش طور پر ترقی کر رہا ہے۔

قابل توجہ جماعت ہائے احمدیہ ضلع امرتسر

ضلع امرتسر کی جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تمام ضلع کی انجمنوں کے جنرل سکرٹری تبلیغ (علاوہ مقامی تبلیغی سکرٹریوں کے) چوہدری غلام محمد صاحب سکنہ کرٹیال تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر مقرر کئے گئے ہیں۔ تبلیغ کے متعلق تمام انتظامی امور میں جماعتوں کو ان سے مشورہ لینا چاہیئے ایسے مواقع پر احمدیہ جماعتوں کو جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ انہیں چوہدری صاحب موصوف جماعتوں کو مناسب مشورہ سے دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

مسلمانوں کی کامیابی عشق محمدؐ میں مضمر ہے

۲۶ اکتوبر کو شان محمدیؐ اور اتحاد اسلامی کے مظاہرے

وہ مقدس و مطہر وجود جو دنیا کو تمام گندگیوں اور آلائشوں سے پاک و صاف کرنے اور اہل عالم کو حقیقی ترقی کا راستہ دکھانے کے لئے آیا۔ جو اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوا جس نے غریبوں اور مسکینوں کی حفاظت کی۔ کس قدر ظلم ہے۔ کہ آج اس کی ذات ہر قسم کے حملوں کا نشانہ بن رہی ہے۔ اور وہ ہستی جسے خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کے لئے اسوہ مقرر کیا تھا۔ اور جس کی پیروی اور تقلید میں ان کی دینی و دنیوی کامیابی کو مضمر رکھا تھا۔ کس قدر افسوس ہے۔ کہ آج مسلمان اس کے عام حالات زندگی سے بھی ناواقف ہیں۔ ایک طرف تو اغیار کی طرف سے کوششیں ہو رہی ہیں۔ کہ نہایت ناپاک اتہامات لگا کر اور بہتان باندھ کر اس کے منور چہرہ اور دلفریب شکل و شباہت کو گرد و غبار سے مکدر کر دیا جائے۔ اور اسی وجہ سے وہ نت نئے اعتراضات اس مقدس ذات کے خلاف گھڑتے رہتے ہیں اور دوسری طرف مسلمان اپنی ناواقفیت اور اس نور سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مدافعت کی طاقت نہیں رکھتے اور ان اعتراضات کو دور نہیں کر سکتے۔ بلکہ بعض ان میں سے اغیار کے دھوکہ میں پھنس کر فلاح و کامیابی کے اس حقیقی سرچشمہ سے علیحدہ بھی ہو چکے ہیں۔ عام مسلمان آپؐ کے احسانات کو فراموش کر چکے ہیں۔ آپؐ کی تقدیس لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو رہی ہے۔ اور آپؐ کی قربانیاں ہماری خود غرضیوں کی خاک کے نیچے دب رہی ہیں۔ دیگر اقوام اپنے پیشواؤں کو ان کے اصل مقام سے بہت بلند اور برتر کر کے دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہیں۔ اور مسلمان کہلانے والے جنہیں افضل الانبیاء کی امت ہونے کا فخر حاصل ہے۔ خود اس کے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اور جنہیں اس سے عشق و محبت کا دعوےٰ ہے وہ بھی اس کے کمالاتِ روحانی اور فیوض و برکات پر غور کرنے اور دنیا کو ان سے واقف و آگاہ کرنے کی بجائے آپ کے خدوخال کی خوبیوں۔ چہرہ کی بناوٹ اور ظاہری حسن کے بیان میں مصروف ہیں۔ اور اسی کی داد دینا ہی ان کے نزدیک ایمان کامل ہے۔ دنیا کی ہدایت کا خیال ان کے دلوں میں کبھی بھول کر بھی نہیں آتا۔ اور نور اسلام کو اقطار عالم میں پھیلانے کا جوش ان کے قلوب میں کبھی موجزن نہیں ہوا۔

ان حالات کو دیکھ کر اور مسلمانوں کے اندر بیداری پیدا کرنے کے خیال سے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے دو سال ہوئے تحریک فرمائی تھی۔ کہ ایک ہی دن ملک کے ہر شہر۔ ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں ایسے جلسے منعقد ہوں۔ جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی فضائل و محامد اور محاسن بیان کئے جائیں۔ اور لوگوں کو آپ کی حقیقی خوبیوں اور کمالات سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ گذشتہ دو سال اس تحریک پر نہایت کامیابی سے عملدرآمد ہو چکا ہے۔ اور مسلمان عملاً اس بات کا ثبوت دے چکے ہیں۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لئے ہر قسم کے اختلافات کو بالائے طاق رکھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ بہت سے مقامات پر دوسرے فرقوں کے مسلمانوں نے خود ہی ان جلسوں کا انتظام کیا۔ بلکہ بعض مقامات پر بڑے بڑے مقتدر اور معزز غیر مسلموں نے بھی نہایت شوق سے ان جلسوں میں حصہ لیا۔ ان میں تقریریں کیں۔ اور ہر طرح انہیں کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کی مدد دی۔ غرضیکہ گذشتہ دو سالوں میں ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک محبت رسول کی ایک ایسی لہر اٹھی۔ اور رو پیدا ہو چکی ہے جو کچھ تعجب نہیں۔ کہ مسلمانوں کی سستیوں اور غفلتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے۔ اور "پایۂ محمدؐ یابی برمنارِ بلند تر محکم افتاد" کا نظارہ دنیا بہت جلد دیکھ لے۔

چونکہ یہ تحریک۔ اپنے اثرات اور فوائد کے لحاظ سے بہت کامیاب ثابت ہو چکی ہے۔ اس لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے۔ کہ اس سال بھی اس پر عمل ہو۔ اور ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء بروز اتوار جگہ بہ جگہ سیرت نبویؐ پر تقریریں کی جائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی پیش فرمودہ ہر ایک تجویز پر عمل کرنا اور اسے پوری طرح کامیاب بنانا ہر ایک احمدی کا نہایت ضروری فرض ہے لیکن وہ تحریک جو پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے پیش کی گئی ہو اور جس کا مقصد یہ ہو۔ کہ حضور صلوات اللہ علیہ کے نورانی چہرہ سے تمام گرد و غبار اور کدورتوں کو دور کر دیا جائے۔ جسے بعض بد باطن آپ کی طرف منسوب کرنے کے درپے ہیں۔ اس کے لئے ہر ایک احمدی سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کرے گا اور خواہ اسے کس قدر محنت و مشقت اور دنیوی لحاظ سے نقصان عظیم بھی برداشت کرنا پڑے۔ اسے اپنے تمام دوسرے کاموں پر مقدم کرے گا ہمیں دفتر ترقی اسلام سے یہ معلوم کر کے گونہ افسوس ہوا۔ کہ ابھی تک احباب جماعت نے اس تحریک کے شایان شان تیاری اور انتظام نہیں کیا۔ اور اب چونکہ وقت بہت ہی کم رہ گیا ہے ہم اپنے دوستوں سے پُر زور درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ہر قسم کی سستی اور غفلت کو ترک کر کے اس نہایت ہی اہم اور ضروری امر کی طرف متوجہ ہوں۔ اور کوشش کر کے اپنے اپنے علاقہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسوں کا انتظام کریں۔

یہ کام جملہ مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کی امداد بھی اس میں حاصل کی جائے اور انہیں اپنے ساتھ ملایا جائے۔ اور گذشتہ دو سال کے واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ مسلمان اس کے لئے بہت جلد تیار ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کیلئے انہیں آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کسی جگہ خاص وجوہات کی بنا پر دوسرے مسلمان تعاون نہ کریں۔ تو احمدیوں پر اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا جو فرض خدا تعالےٰ کی طرف سے عائد کیا گیا ہے۔ وہ اس سے بری نہیں ہو سکتے۔ اور بہرحال ان کا فرض ہے۔ کہ اسے انجام دیں۔ خواہ اس کے لئے انہیں کتنی بھی قیمت ادا کرنی پڑے۔

بعض لوگ اپنی تیرہ باطنی کے سبب اس تحریک کی مخالفت بھی کرینگے۔ لیکن ایسے لوگوں کے لئے روز ازل سے ناکامی اور نامرادی مقدر ہو چکی ہے۔ اور وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے ان کی کوئی پرواہ نہ کی جائے۔

دھاریوال اور لال املی کا مقاطعہ

خدا تعالیٰ کانگریس کی خطرناک تحریک سے ملک کو بچائے۔ اس کی تباہ کاریوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اگرچہ بہت عرصہ ہوا۔ بمبئی۔ احمد آباد اور کلکتہ وغیرہ صنعتی مقامات پر یہ اس کی طفیل ہزاروں آدمی بے کار ہو کر خستہ حال پھر رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک دوسرے صوبجات تک کا اثر نہ ہوا تھا مگر اب معلوم ہوا ہے۔ کہ کانگریس کی تحریک مقاطعہ سے تنگ آکر دھاری وال اور لال املی کے کارخانہ داروں نے کئی کئی ہزار کارکنوں کو علیحدگی کے نوٹس دے دیئے ہیں۔ گویا عین اس وقت جب موسم سرما سر پر آرہا ہے جس میں اخراجات عام طور پر زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ ہزار ہا انسان بے کار ہو کر گھروں میں بیٹھ کر کانگریس کی جان کو روئیں گے۔

دھاریوال اور لال املی کے کارخانوں میں ہر چیز ہندوستان میں تیار کردہ استعمال ہوتی ہے۔ صرف مشینری یورپ سے منگائی جاتی ہے۔ اور وہ بھی اس لئے کہ ہندوستان میں تیار نہیں ہو سکتی اس کے علاوہ جملہ ضروریات کی اشیاء ہندوستان سے ہی خریدی جاتی ہیں۔ اُون بھی ہندوستانی جانوروں سے ہی حاصل کی جاتی ہے۔ ہندوستان میں ہی یہ کمپنی قائم ہوئی۔ اور اس کے حصہ داروں میں اسی فیصدی ہندوستانی ہیں۔ اور پھر اس کے کارخانوں کے طفیل بے شمار ہندوستانی اپنی معاش پیدا کر رہے ہیں۔ لیکن حیرت ہے۔ ان تمام باتوں سے آنکھیں بند کر کے اور اس کے مقاطعہ کی کوئی معقول وجہ نہ رکھتے ہوئے کانگریس خواہ مخواہ اس کے مقاطعہ کا اعلان کر کے ہزار ہا ہندوستانیوں کے نقصان کا موجب ہوئی۔

کانگریس فرقہ وارانہ دلدل میں

"آریہ گزٹ" ۲۷۔ ستمبر قومی جھنڈے میں سکھوں کا رنگ شامل کرنے کے متعلق کانگریس کے فیصلہ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے

"آج ہمیں یہ لکھتے ہوئے افسوس ہوتا ہے۔ کہ جس (فرقہ داری) دلدل میں گرنے سے پراونشل کانگریس کمیٹی کو ہم بچا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ اس میں اس نے اپنے آپ کو گرا ہی لیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی منظوری کے بغیر ہی سکھوں کو خوش کرنے کے لئے اس کا فیصلہ کر کے جہاں پراونشل کانگریس کمیٹی نے کانسٹی ٹیوشن کے نیموں کی خلاف ورزی کی ہے وہاں سب سے بڑا نقصان جو اس نے قومی کاز کو پہنچایا۔ وہ کانگریس کی بھی فرقہ وارانہ جھگڑا کا واقعہ ہے"

جب ... گزٹ کانگریس فرقہ داری کے دلدل میں پھنس چکی ہے۔ تو کیا وہ اسے یہ مشورہ دینے کی تکلیف گوارا کرے گا کہ مسلمانوں کے مطالبات کو بھی تسلیم کر کے سیاسی تحریک کے لئے سامان تقویت مہیا کرے۔ کانگریس آج تک اس بنا پر مسلمانوں کے مطالبات کی مخالفت کرتی رہی ہے۔ کہ اس سے ملک کے اندر فرقہ پرستی کی روح ترقی کرتی ہے۔ اور قومیت متحدہ کے کاز کو نقصان پہونچتا ہے۔ لیکن اب کہ کانگریسی خیالات کے ہندو اخبار نویس یہ بھی محسوس کر چکے ہیں۔ کہ کانگریس سکھوں کا رنگ قومی جھنڈے میں شامل کر کے فرقہ داری کی دلدل میں پھنس چکی ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ مسلمانوں کے معاملہ میں وہ بدستور قوم پرست بنی رہے۔

مسلمانوں اور سکھوں کے ایک ہی نوعیت کے مطالبات کے متعلق کانگریس کا بالکل متضاد رویہ مسلمانوں کے متعلق ہندوؤں کی ذہنیت کو پوری طرح آشکار کر رہا ہے۔ اور ان باتوں سے پوری طرح معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ موجودہ تحریک کے اور مقاصد خواہ کچھ ہوں۔ لیکن یہ ایک بہت اہم مقصد ہے۔ کہ ہندوستان سے مسلمانوں کو اول تو مٹا دیا جائے۔ اور اگر یہ نہیں۔ تو کم از کم ان کی ہستی کو نمایاں نہ رہنے دیا جائے۔

پیغام صلح کی اشاعت کیوں کم ہو گئی؟

۷۔ جولائی ۱۹۳۰ء تک "پیغام صلح" شمالی ہند کا کثیر الاشاعت سہ روزہ اخبار" تھا۔ اور ہر پرچہ کے ٹائیٹل پر نہایت جلی حروف میں اس حقیقت کا اظہار بھی کیا جاتا تھا۔ لیکن خدا جانے۔ آٹھ جولائی ۱۹۳۰ء کا آفتاب طلوع ہونے کے ساتھ ہی کیا افتاد پڑی۔ کہ یہ خصوصیت قائم نہ رہ سکی۔ اور اگلا پرچہ جو ہمارے پاس پہونچا۔ وہ اس نہایت ہی معنی خیز اعلان سے خالی تھا۔ اور یہ جگہ" اغراض و مقاصد" کے لئے وقف ہو چکی تھی۔

کیا پیغام صلح مہربانی کر کے بتلائے گا۔ کہ اگر واقعی "پیغام" کثیر الاشاعت" اخبار تھا۔ تو وہ کیا وجوہات ہیں۔ جن کے باعث اس کی "اشاعت کثیر" نہ رہ سکی۔ اور مجبوراً ٹائیٹل سے مذکورہ بالا فقرہ حذف کرنا پڑا۔ وگرنہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہونگے کہ "صلح" نے خنا مہ اشتہارات" کے ساتھ یہ سراسر خلاف واقعہ اور حقیقت سے کوسوں دور دعوٰے کر دیا جاتا تھا۔ اور جب آئے دن پیغام صلح میں خریداروں کی کمی کا رونا دیکھ کر ہم دریافت کر بیٹھے۔ کہ "کثیر الاشاعت" ہونے کے باوجود یہ رونا دھونا کیا معنے رکھتا ہے۔ تو تمام پول کھل گیا۔ اور اشتہار دینے والوں کو پھانسنے کے لئے مکر و فریب کا جو جال تیار کیا گیا تھا وہ ٹوٹ گیا۔ اور آئندہ چونکہ اس سے کامیابی کی کوئی امید نہ رہی۔ لہٰذا یہ دعوٰے بھی نہایت شرافت سے واپس لے لیا گیا

چوہدری محمد الدین صاحب کی کامیابی

پنجاب کے مشرقی حلقہ سے کونسل آف سٹیٹ کے لئے خان بہادر چودہری محمد الدین صاحب اور نواب نثار علی خاں صاحب قزلباش امیدوار تھے۔ اور احباب یہ معلوم کر کے خوش ہونگے۔ کہ چودھری صاحب موصوف کامیاب ہو گئے ہیں۔

چودھری صاحب موصوف شریف۔ نیکدل۔ مُحبِ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک دردمند دل رکھنے والے انسان ہیں اور چونکہ یہ امید کی جا سکتی تھی۔ کہ آپ کے وجود سے مسلمانوں کو فائدہ پہونچے گا۔ اس لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید فرمائی۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے دوٹوں کی بہت بڑی کثرت کے ساتھ کامیاب ہو گئے۔ ہم اس اعزاز پر جناب چودھری صاحب کی خدمت میں ہدیۂ تہنیت پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں ملکی و ملی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کا وجود نافع ثابت ہو۔

طلباء کی فیسوں میں اضافہ کی افواہ

"ملاپ" (یکم اکتوبر) نے پورے وثوق کے ساتھ یہ خبر شائع کی ہے۔ کہ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم پنجاب نے ڈویژنل انسپکٹران کی معرفت مختلف تعلیمی درسگاہوں کے ہیڈ ماسٹروں سے دریافت کیا ہے۔ کہ اگر طلباء کی فیس میں ڈیڑھ سو فیصدی اضافہ کر دیا جائے۔ تو سکولوں میں لڑکوں کی تعداد پر کیا اثر پڑیگا۔

اگر واقعی کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے۔ تو ہم اس پر اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ہندوستان میں تعلیم کی رفتار پہلے ہی بہت کم ہے۔ جس کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ ملک غریب ہے۔ اور اکثر لوگ تعلیمی اخراجات برداشت نہیں کر سکتے اور اگر یہاں مفت تعلیم کا انتظام کر دیا جائے۔ تو بھی بعض لوگوں کے حالات ایسے ہیں۔ کہ وہ اپنے بچوں کو اس طرف لگا دینے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔ پھر ان حالات کی موجودگی میں اگر تعلیمی اخراجات کم کرنے کے بجائے اور بھی بڑھا دئے گئے۔ تو پنجاب میں تعلیمی ترقی قریباً رک جائے گی۔

چونکہ پنجاب میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اور تعلیم میں بھی وہی پیچھے ہیں۔ اور ساتھ ہی غربت و افلاس بھی ان میں ہی زیادہ تر پایا جاتا ہے۔ اس لئے ایسے قانون کا اثر یقیناً ان کے لئے بے حد مضر ہوگا۔ اس لئے حکومت کو چاہیئے۔ کہ کوئی ایسی تجویز پاس کرنے سے قبل تمام حالات پر پوری طرح غور کرے۔

کیا موجودہ بائبل الہامی ہے؟

دُنیا بھر کے تمام اہل مذاہب کا یہ مسلّم اور مقبول اصل ہے۔ کہ الہامی کتاب کا تناقض و تخالف۔ تحریف و تغییر سے بکلّی پاک ہونا شرط ہے۔ اگر کسی کتاب میں اختلاف ہو۔ اور پھر وہ الہامی ہونے کی بھی مدعی ہو۔ تو وہ اپنے دعوےٰ میں جھوٹی سمجھی جائے گی۔ کیونکہ اسے خدا کی طرف سے ہونے کا دعوےٰ ہے۔ اور جو بات خدا کی طرف سے ہو۔ اس میں تخالف محال ہے۔ کیونکہ اختلاف اس امر کو مستلزم ہے۔ کہ اس شخص کا علم کامل نہیں۔ اور تمام مذاہب کا مسلمہ ہے۔ کہ خدا تمام نقائص سے پاک و مبرّا ہے۔ پس یہ بات بالکل ناپذیرا ہے۔ کہ ایک بات اللہ علیم و خبیر کی طرف سے بھی ہو۔ اور پھر اس میں تناقض بھی ہو۔ اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک کتاب خدائی کہلاتی ہوئی اس بات کی متحمل ہو۔ کہ اس میں انسانی دسترس راہ پا چکی ہے۔ یعنی وہ حقیقی طور پر الٰہی منشاء کے ماتحت الٰہی کتاب کہلانے کی تب تک ہی مستحق ہے۔ جب تک اس میں انسانی دخل نہ ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام مذاہب اپنی کتب کو اختلاف و تحریف سے ہر طرح منزہ اور بے لوث ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر ایک کا دعوےٰ ہے۔ کہ ہمارا مذہب ہی حقیقی مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ اور ہماری کتاب ہی الہامی کتاب کہلانے کی مستحق ہے۔ چنانچہ اہل اسلام کو دیکھو۔ ان کی طرف سے یہی آواز آتی ہے۔ وید کے ماننے والوں سے پوچھو۔ تو ان کی طرف سے بھی یہی جواب ملتا ہے۔ عیسائیت کی طرف رُخ کرو۔ تو وہ اپنے آپ کو یکتا اور لاثانی ٹھہراتی ہے۔ بہر حال ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ واقعی یہ لوگ اپنے دعوے میں سچے اور راستباز ہیں یا ان کی آواز طبل تہی کی سی بالکل بے حقیقت ہے۔ سر دست ہمیں اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ مطلوب ہے۔

جب ہم بائبل کو ذرا غور سے دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں بیّن تناقض نظر آتا ہے۔ ذرا انجیل کے پہلے صفحہ ہی کو دیکھو۔ کہ وہاں مسیح کا نسب نامہ کس طرح بیان ہؤا ہے۔ لکھا ہے "..... یکنیاہ سے شلتی ایل پیدا ہؤا۔ اور شلتی ایل سے زربابل پیدا ہؤا۔ اور زربابل سے ابیہود پیدا ہؤا۔ اور ابیہود سے الیاقیم پیدا ہؤا۔ اور الیاقیم سے عازور پیدا ہؤا۔ اور عازور سے صدوق پیدا ہؤا۔ اور صدوق سے اخیم پیدا ہؤا۔ اور اخیم سے الیہود پیدا ہؤا اور الیہود سے العاذار پیدا ہؤا اور العاذار سے متان پیدا ہؤا۔ اور متان سے یعقوب پیدا ہؤا۔ اور یعقوب سے یوسف پیدا ہؤا۔ یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہؤا۔ جو مسیح کہلاتا ہے" متی باب ۱ آیت ۱۲ تا ۱۶ اور ادھر لوقا باب ۳ آیت ۲۳ میں دیکھو۔ کیا لکھا ہے؟ یعنی "یسوع . . . یوسف کا بیٹا تھا۔ اور وہ عیلی کا اور وہ متات کا اور وہ لیوی کا اور وہ ملکی کا۔ اور وہ نیا کا۔ اور وہ یوسف کا۔ اور وہ متتیا کا۔ اور وہ آموس کا اور وہ نحوم کا اور وہ اسلیاہ کا اور وہ نوگہ کا اور وہ متتیاہ کا اور وہ شمعی کا اور وہ یوسیخ کا اور وہ یوداہ کا اور وہ یوحنا کا الخ" اب انجیل ہی میں دونوں نسب نامے مذکور ہیں اور آپس میں اس قدر مخالف ہیں۔ کہ ناواقف آدمی کو معلوم ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ دونوں نسب نامے ایک ہی آدمی (یسوع) کے ہیں۔ یا دو الگ الگ آدمیوں کے ہو سکتا تھا۔ کہ ایک معمولی بات میں ظاہری اختلاف واقع ہو جائے۔ جو ذرا تأمل سے دور ہو سکے۔ لیکن نسب نامہ کا اختلاف اور اس قدر؟ بتاتا ہے۔ کہ انجیل انسانی عقل سے بھی کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ ایک نبی ہاں خدا کے برگزیدہ نبی کے نسب نامے کا یہ حال ہو۔ لاحول ولا قوۃ۔

یہی نہیں۔ بلکہ اور سُنیئے۔ مسیح کہتا ہے۔ کہ "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں۔ بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے الخ" متی باب ۵ آیت ۱۷ تا ۱۹۔ اور دوسری جگہ بالکل اس کے خلاف یوں لکھا ہے۔ کہ "غرض پہلا حکم کمزور اور بے فائدہ ہونے کے سبب سے منسوخ ہو گیا۔ (کیونکہ شریعت نے کسی چیز کو کامل نہیں کیا) اور اس کی جگہ ایک بہتر امید رکھی گئی۔ جس کے وسیلے سے ہم خدا کے نزدیک جا سکتے ہیں" عبرانیوں باب ۷ آیت ۱۸ و ۱۹۔ پہلے حوالہ میں تو یہ بتایا گیا ہے۔ کہ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ مگر توریت کا ایک شوشہ نہیں ٹل سکتا۔ جب تک کہ وہ پورا نہ ہو جائے۔ اور یہ کہ حضرت مسیح توریت کے کسی حکم کو منسوخ کرنے کے لئے نہیں آئے۔ مگر دوسرے حوالہ میں ایک کمزور اور بے فائدہ حکم کے نسخ کا ذکر ہے۔

عیسائیو! اگر یہ تناقض نہیں۔ تو تمہارے نزدیک تناقض کس بلا کا نام ہے؟ ذرا ٹھنڈے دل سے جواب دینا۔ چاہتے ہو۔ تو اور سنو! لکھا ہے "پھر یسوع وہاں سے چلکر گلیل کی جھیل کے نزدیک آیا۔ اور پہاڑ پر چڑھ کر وہیں بیٹھ گیا۔ اور ایک بڑی بھیڑ لنگڑوں۔ اندھوں گونگوں ٹنڈوں اور بہت سے اور بیماروں کو اپنے ساتھ لے کر اس کے پاس آئی۔ اور انہیں اس کے پاؤں میں ڈال دیا۔ اور اس نے انہیں اچھا کر دیا۔ چنانچہ جب لوگوں نے دیکھا۔ کہ گونگے بولتے ٹنڈے تندرست ہوتے۔ اور لنگڑے چلتے پھرتے اور اندھے دیکھتے ہیں تو تعجب کیا" متی باب ۱۵ آیت ۲۹ تا ۳۱۔ اسے یاد رکھو۔ اور پھر اپنے بڑے میاں مرقس کی سنو! کیا کہتا ہے۔

"(مسیح) دکپلس کی سرحدوں میں ہوتا ہؤا گلیل کی جھیل پر پہنچا۔ اور لوگوں نے ایک بہرے کو جو ہکلا بھی تھا۔ اُس کے پاس لاکر اس کی منت کی۔ کہ اپنا ہاتھ اس پر رکھ۔ وہ اس کو بھیڑ میں سے الگ لے گیا۔ اور اپنی اُنگلیاں اس کے کانوں میں ڈالیں۔ اور تھوک کر اس کی زبان چھوئی۔ اور آسمان کی طرف نظر کرکے آہ بھری اور اس سے کہا۔ افتح یعنی کُھل جا۔ اور اس کے کان کھل گئے۔ اور اس کی زبان کی گرہ کُھل گئی۔ اور وہ صاف بولنے لگا" مرقس باب ۷ آیت ۳۱ تا ۳۵۔

عیسائی دوستو! اس ہکلے شخص کی شفا کے علاوہ کسی اور مریض کا پتہ دے سکتے ہو۔ جس نے اس جھیل کے پاس پہاڑ پر مسیح سے شفا حاصل کی ہو۔ اگر نہیں تو بتاؤ۔ متی صاحب کے اس بیجا مبالغہ کے کیا معنی ہیں؟ اور کیا تمہیں ان دونوں حوالوں میں کوئی فرق نظر آتا ہے۔ کہ نہیں۔

یہ تو تمہارے عہد نامہ جدید کا حال ہے۔ کچھ تھوڑا سا "قدیم" کے متعلق بھی سُن لو۔ اس میں ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ

اخزیاہ بن یہورام یہوداہ کا بادشاہ ہؤا۔ اخزیاہ بیالیس ۴۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہؤا۔ اور ایک برس اس نے یروشلم میں بادشاہت کی۔ دیکھو کتاب تواریخ ۲-۲۲/۲۹ یعنی اخزیاہ (جو یہورام کا بیٹا تھا) ۴۲ سال کی عمر میں بادشاہ ہؤا۔ اس عمر کو ذہن نشین کرکے آگے چلو لکھا ہے۔ کہ

یہورام بتیس ۳۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہؤا۔ اور اس

نے آٹھ برس تک یروشلم میں بادشاہت کی۔ (دیکھو تواریخ ۲۔ ۲۱/۲۵)

مطلب یہ کہ یہورام یروشلم پر آٹھ برس حکومت کرنے کے بعد ۴۰ (۳۲ + ۸) سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اب دیکھو کہ باپ مرتا ہے۔ تو اس کی کل عمر چالیس سال ہے۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا تخت پر بیٹھتا ہے۔ تو وہ اپنی عمر کے بیالیسویں برس کو بھی طے کر چکتا ہے۔ کیا یہ بات ایک لطیفہ سے کم ہے کہ بیٹا اپنے باپ سے دو برس پہلے پیدا ہو۔

اُمید ہے کہ عیسائی دوستوں میں سے کوئی اس اُلجھن کو سلجھائیگا۔

پھر اس کتاب میں خدا نے جو اپنی پشیمانی کا اظہار کیا ہے۔ وہ بھی قابلِ غور ہے۔ پہلے تو اس کی تعریف سُنو۔ جہاں لکھا ہے کہ

خدا انسان نہیں۔ جو جھوٹ بولے نہ آدم زاد ہے۔ کہ پشیمان ہو۔ گنتی ۲۳/۱۹ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ سچا ہے۔ انسان کی طرح جھوٹ نہیں بولتا۔ وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ بے پرواہ ہے۔ اُسے کسی قسم کا غم و فکر لاحق نہیں۔ مگر ذرا دوسری طرف دیکھو۔ کیا لکھا ہے۔

"تب خدا زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا۔ (پیدائش ۶/۶)

دوستو! بتا سکتے ہو کہ خدا کے پچھتانے اور دلگیر ہونے کے کیا معنی ہیں؟ اور کہ ان دونوں کتابوں میں سے الہامی کونسی ہے۔ اور غیر الہامی کونسی؟

ان چند باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن کریم میں با انصاف نظر کرو۔ تو تمہیں ایک بین فرق نظر آئے گا۔ اور یقین ہو جائے گا۔ کہ اس وقت دنیا بھر میں یہی ایک کتاب ہے۔ جو اپنے دعوے میں حق پر ہے۔ پس آؤ اس الہامی کتاب کے ذریعہ فیوض حاصل کرو۔ تا اس دنیا میں بھی حقیقی نجات کی چاشنی سے محظوظ ہو۔ اور آئندہ بھی آرام اور سُکھ کی زندگی پاؤ۔ میں اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

آؤ عیسائیو! اِدھر آؤ
نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ
جسقدر خوبیاں ہیں قرآں میں
کہیں انجیل میں تو دِکھلاؤ

موجودہ کانگریسی تحریک اور شریعتِ اسلام

(از جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل)

سوال (۱) ایک شخص غیر مسلم و غیر معاہد حکم کرتا ہے کہ اس کی قوم اور اس کے ہم وطن قوانین مروّجہ حکومت حاضرہ کی خلاف ورزی کریں۔ جس سے رام راج حاصل ہوگا۔ اور اگر کارکنان حکومت حاضرہ قانون شکنی سے روکیں۔ اور اس میں مزاحم ہوں۔ تو وہ قانون شکنی سے نہ ٹلنے اور انکے تشدد کو برداشت کرنے کی حتّٰی کہ گولی چلنے کے وقت گولی کو سینہ پر لینے کی ہدایت کرتا ہے اس کے اس حکم کی تعمیل کرنا ایک مسلمان کے لئے شرعًا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسے حکم کی تعمیل کرنا کسی مسلمان کے لئے شرعًا جائز نہیں ہے کیونکہ (الف) مقابلہ کے طور پر اس حکومت کے قوانین کی خلاف ورزی کرنا جس کے ماتحت انسان ہو صریح بغاوت ہے۔ اور بغاوت کرنا شرعًا جائز نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربٰی وینھٰی عن الفحشاء والمنکر والبغی (سورہ نحل ع ۱۳) اللہ تعالےٰ (تمہیں) عدل کا احسان کا اور قریبی رشتہ دار کی طرح (دلی لگاؤ اور حقیقی ہمدردی سے ضرورت مندوں کو امداد) دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی اور بدی کے کاموں سے اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔

(ب) جس حکومت کے ماتحت ایک مسلمان ہو اُسے مٹا کر اس کی بجائے رام راج یعنی ایسی ہندو حکومت کے قائم کرنے کے درپے لوگوں کی حمایت کرنا جس کا مشن ہندو دھرم کو پھیلانا اور دیگر مذاہب کو مٹانا ہوگا۔ شرعًا جائز نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (سورۂ مائدہ رکوع ۱) تم نیکی اور تقوٰی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور بدی اور ظلم و تعدی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار مت بنو۔ اور فرماتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ (سورہ بقرہ رکوع ۳۴) دین کے معاملہ میں دوسرے لوگوں پر جبر کرنا قطعًا روا نہیں ہے۔

بلکہ اگر کوئی گروہ دوسرے لوگوں کو اپنے زور سے اپنے مذہب پر قائم کرنا چاہتا۔ اور اس کے اپنے مذہب پر قائم رہنے سے یا جس مذہب کو وہ درست سمجھتے ہوں اسے قبول کرنے سے انہیں روکتا ہو۔ تو ایسے گروہ کا پورے زور سے مقابلہ کرنے کا حکم ہے۔ اور اگر مذہبی امور میں جبر و اکراہ سے کام لینے والی کوئی حکومت ہو۔ تو جب تک وہ لوگ جن پر مذہب کے معاملہ میں تشدد کیا جاتا ہے۔ اس حکومت کے ماتحت رہتے ہوں۔ اس وقت تک وہ اس حکومت کے مقابل پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ ہاں جب وہ حکومت انہیں وہاں سے نکال دے۔ یا وہ لوگ اس فتنہ سے بھاگ کر اور وہاں سے ہجرت اختیار کر کے اس حکومت کی حدود سے باہر ہو جائیں۔ تو اس وقت وہ اس حکومت سے جنگ کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللّٰہ علٰی نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللّٰہ ولولا دفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللّٰہ کثیرا (سورۂ حج ع ۶) جن لوگوں سے ظلمًا جنگ کی جاتی ہے۔ انکے لئے ظالموں کے مقابلہ کی اجازت ہے۔ اور اللہ تعالےٰ انہیں مدد و نصرت اور غلبہ دینے پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ جنہیں بالکل ناحق محض اس وجہ سے انکے گھروں سے نکالا گیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ ہمارا رب اللہ تعالےٰ ہے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ہاتھ سے ایسی کارروائیوں سے نہ روکتا۔ تو راہبوں کے دیر۔ عیسائیوں کے گرجے۔ یہودیوں کے معبد۔ اور مسلمانوں کی مساجد جن میں کثرت سے اللہ تعالےٰ کے نام کو یاد کیا جاتا ہے۔ (ظالموں کے ہاتھ سے) گرائے جا چکے ہوتے۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ اگر بالفرض کسی مسلمان علاقہ کے لوگ یا وہاں کی مسلم حکومت بھی اپنا مشن دوسرے

لوگوں کے مذاہب اور معابد کی حفاظت کرنے کی بجائے انہیں جبر و اکراہ سے مسلمان بنانا چاہیں۔ تو دوسرے مسلمانوں کا فرض ہوگا۔ کہ ایسے ظالم مسلمانوں کی سرکوبی کریں۔ اور جب تک وہ لا اکراہ فی الدین کے حکم پر کاربند نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک ان سے برسر پیکار رہیں۔ پس جب خود اپنے مذہب اور اپنی قوم کی ایسی ظالمانہ کارروائی میں ان کی حمایت کرنا جائز نہیں۔ بلکہ ان سے جنگ کرنے کا حکم ہے۔ تو رام راج قائم کرنے والوں کی حمایت میں کھڑا ہونا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

(ج) خود حفاظتی یا اکراہ فی الدین کے سدباب یا جس حکومت کے ماتحت انسان ہو۔ اس کے حکم کے سوا کسی صورت میں دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھوں سے اپنی تباہی کا سامان پیدا کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (بقرہ ع ۲۴) اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو تباہی میں نہ ڈالو۔ اس لئے حکومت حاضرہ کو مٹا کر رام راج قائم کرنے والوں کے پیچھے لگ کر اپنے آپ کو حکومتِ حاضرہ کی گولیوں کا نشانہ بنانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

سوال (۲) اگر اس (رام راج کے قیام کے درپے) غیر مسلم کے مذکورہ بالا حکم کی تعمیل میں کوئی مسلمان یہ جانتے ہوئے کہ اس میں اپنی تباہی کا خطرہ ہے۔ اپنے آپ کو اس خطرہ میں مبتلا کرے۔ اور گولی لگنے سے مر جائے۔ تو اس کی موت کیسی ہوگی۔ آیا یہ شہادت ہوگی یا خودکشی۔

الجواب:۔ رام راج کو قائم کرنے کے لئے ایک غیر مسلم لیڈر کے پیچھے لگ کر اور خدا تعالےٰ کے احکام کو پس پشت ڈال کر اپنے آپ کو حکومت کی گولی کا نشانہ بنانے والا شخص شہید نہیں کہلا سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہید کی تعریف یہ کی ہے۔ کہ من قتل فی سبیل اللہ فھو شھید۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجہاد) جو شخص اللہ تعالےٰ کی طرف آنے کی راہ سے دشمنوں کی پیدا کردہ روکوں کو دور کرنے اور لوگوں کو ان کا مذہبی آزادی کا حق واپس دلانے کی غرض سے جنگ کرتا ہوا مارا جائے۔ وہ شہید ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ طاغوت کے پیچھے لگ کر کفر و شرک کی حمایت میں دنیا کے امن کو برباد اور قائم شدہ حکومت کو تہ و بالا کرنے کی سعی کرتا ہوا مارا جانے والا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو اپنے عمل سے پورا کرنے والا کہ لا تقوم الساعۃ حتیٰ تلحق قبائل من امتی بالمشرکین۔ قیامت سے قبل قرب قیامت کے زمانہ میں اپنے آپ کو میری امت کی طرف منسوب کرنے والے کئی گروہ مشرکین سے مل جائیں گے۔ اور ان کی حمایت میں کھڑے ہو جائینگے۔ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن ص۴۶۵)

گو مذکورہ بالا صورت میں گولی سے ہلاک ہونے والا شخص اپنی تباہی کا خود موجب بنتا ہے۔ مگر اسے خودکش نہیں کہا جا سکتا۔ خودکشی اسے کہتے ہیں۔ کہ ہلاکت کے اسباب میں سے کسی سبب کو اپنی ہلاکت کی غرض سے اپنے اوپر خود وارد کیا جائے۔ اور رام راج کی حمایت میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے والا اپنی ہلاکت کی غرض سے ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ کفر کی حمایت میں ایک قربانی کرتا ہے۔ اور اس کی کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ ہندو راج بھی قائم ہو جائے اور اس کی جان بھی سلامت رہے۔ پس ایسے شخص کو ہم کفر کی فوج کا ایک سپاہی تو کہہ سکتے ہیں۔ مگر خودکشی کا مرتکب نہیں کہہ سکتے۔

سوال (۳) ایک غیر مسلم کہتا ہے۔ کہ کھدر پہنو۔ اس کی تعمیل کو ایک مسلمان فرض قرار دیکر خود بھی کھدر پہنتا۔ اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس غیر مسلم کے اس حکم کی تعمیل پر آمادہ کرتا ہے۔ اور جو اس کی تعمیل نہ کرے۔ اس سے نفرت کرتا ہے۔ اس مسلم کا یہ فعل شرعاً کیسا ہے۔

الجواب:۔ کھدر پہننا اپنی ذات میں کوئی اچھا یا برا کام نہیں ہے۔ اور اگر کسی غیر مسلم کے کہنے پر کوئی ایسا کام کر لیا جائے۔ اور اس سے مقصود کوئی ایسی بات نہ ہو جو شرعاً بری اور ممنوع ہو۔ تو ایسی صورت میں اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جب یہی کام ایک بری نیت سے اور برے مقصد کے لئے کیا جائے۔ تو شرعاً ممنوع اور اس مقصد فاسد کی برائی کے مطابق برا ہوگا۔ اور جب اس غیر مسلم کا اس حکم سے مقصود رام راج قائم کرنا اور ملک کی موجودہ قائم شدہ حکومت کو تہ و بالا کرنا ہو۔ اور کھدر پوشی کے فی نفسہ جائز فعل کو وہ ایک نہایت ناپاک مقصد کے حصول کا آلہ بنا رہا ہو۔ تو اس حقیقت کا علم رکھتے ہوئے یا اس کے نمایاں آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اور اس سے جو نقصان اسلام کو پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اور ملک کے امن پر اس سے بالواسطہ جو زد پڑتی ہے۔ اس کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے اس غیر مسلم کے پیچھے لگ کر خود بھی کھدر پہننا اور لوگوں کو بھی اس پر آمادہ کرنا۔ اور ایسا نہ کرنے والوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا کفر کی حمایت اور اسلام کی دشمنی ہے۔ کھدر پہننا فی نفسہ ایک مباح فعل ہے۔ جس کے مقابل پر مسجد تعمیر کرانا ایک بہت بڑا نیکی کا کام ہے۔ مگر جب اس کی بنیاد برے ارادہ پر ہو۔ تو وہی مسجد لعنت کا موجب ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مدینہ طیبہ میں مسجد ضرار بنانے والوں کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المؤمنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل۔ ولیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ واللہ یشھد انھم لکاذبون۔ اور نیز فرماتا ہے۔ من اسس بنیانہ علیٰ شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جھنم واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔ (توبہ رکوع ۱۳) اور ایک وہ بھی ہیں۔ جنہوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے اور اپنے کفر پر مہر لگانے اور مومنوں میں پھوٹ ڈالنے اور ان لوگوں کو پناہ دینے کے لئے جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول سے قبل ازیں اپنی طرف سے جنگ چھیڑ چکے ہیں۔ ایک مسجد بنا کر کھڑی کی ہے۔ جنہوں نے اپنی عمارت کی بنیاد نیچے سے کھائے جا چکے ہوئے دریا کے کنارہ کے سرے پر رکھی ہے جو گرنے والا ہی تھا۔ چنانچہ وہ انہیں جہنم میں لے گرا۔ اور اللہ تعالےٰ ظالم لوگوں کو کامیابی و بامراد نہیں کرتا۔

اسی طرح نماز پڑھنا نہایت اعلےٰ درجہ کی نیکی ہے۔ مگر جب نیت درست نہ ہو۔ تو وہ بھی لعنت کا موجب ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ الذین ھم یراءون (سورہ ماعون) ان نمازیوں کے لئے تباہی ہے۔ جو اپنی نماز سے غافل ہوتے ہیں۔ جو (پڑھتے بھی ہیں۔ تو اس میں بھی) ریاکار ہے ہوتے ہیں۔

اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ فرائض کا انکار ایک نہایت خطرناک کام ہے۔ اسی طرح جن باتوں کو اللہ تعالےٰ نے فرض نہیں کیا۔ انہیں خود بخود شریعت کی طرف منسوب کر کے انکو فرض کا درجہ دینا بھی ایک نہایت خطرناک بات ہے۔ پس اگر کسی مسلم نے واقعی اور حقیقی معنوں میں اسے ایک شرعی فرض قرار دیا ہے۔ تو یہ اسکی ڈبل غلطی اور نہایت خوفناک غلطی ہے۔

سوال (۴) حکومت حاضرہ کی طرف سے نمک بنانے پر عرصہ سے محصول لیا جاتا ہے۔ ایک غیر مسلم کہتا ہے۔ کہ بےمحصول دیئے بغیر نمک بناؤ۔ اور گرفتار ہو جاؤ۔ اس پر ایک مسلمان کہتا ہے کہ اس نے باوجود غیر مسلم ہونے کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ اس لئے اس غیر مسلم کے حکم کی تعمیل ہر مسلم پر فرض ہے۔ مسلم کا یہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ناجائز ہے۔ تو کیا حکم رکھتا ہے۔

الجواب:۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسا کوئی حکم نہیں ہے۔ کہ محصول دیئے بغیر نمک بناؤ۔ اور گرفتار ہو جاؤ۔ ہاں حکومت کے احکام و قوانین کی پابندی کرنے کی آپ نے نہایت تاکید فرمائی ہے۔ اس لئے ایسا کہنا شرعاً جائز نہیں۔ اور نہ ہی کسی غیر مسلم کا فعل اسلامی نقطۂ نگاہ کی رو سے بجز ممنوع [illegible]

حِلّت و حُرمت کے متعلق اسلامی قاعدہ کلیہ

دنیا میں جتنے بھی مذاہب اور فرقے پائے جاتے ہیں۔ ہر ایک میں بعض چیزیں حلال ہیں۔ یعنی ان کے کھانے کی اجازت ہے۔ اگر وہ از قسم ماکولات ہوں۔ اور ان کے استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ اگر وہ از قسم اشیاء مستعملہ ہوں۔ اور بعض چیزیں ایسی ہیں۔ کہ وہ حرام ہیں۔ یعنی اُن کے کھانے کی اجازت نہیں۔ اگر وہ از قسم ماکولات و مشروبات ہیں۔ اور ان کے استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر وہ از قسم اشیاء مستعملہ ہیں۔

بعض فرقوں کی کتب الٰہیہ میں تو حرام چیزوں کی فہرست دیدی ہے۔ کہ یہ حرام ہیں۔ باقی سب حلال ہیں۔ بعض میں دونوں قسم کی چیزوں کی ناقص فہرست دیدی گئی ہے۔ اور اس مذہب کے ماننے والوں کے لئے یہی طریق جامع اور مانع تھا۔ کیونکہ جو شخص شروع میں ان لوگوں کے لئے خدا کی طرف سے آیا تھا۔ وہ صرف ایک خاص زمانے اور خاص علاقے کی قوم کے لئے آیا تھا۔ اور کسی ایک خاص علاقے اور خاص زمانے کی اشیاء خوردنی کی فہرست بنانا کوئی مشکل کام نہیں۔ اور اس کے علاوہ فہرست بنا کر خاص طور پر ہر ایک چیز کا نام لیکر اس کے متعلق حلت و حرمت کا فیصلہ کرنا زیادہ محتاط طریقہ ہو سکتا ہے۔ پس ان خدا کے فرستادوں نے ایسا ہی کیا۔ جو کہ بالکل ان کے ماننے والوں کے حالات کے مطابق تھا۔ اور اس طریقے کا ہونا ہی اس مذہب کے خاص زمانے تک کے لئے ہونے کا ثبوت ہے۔

لیکن غلطی سے اس مذہب کو ماننے والوں نے اپنے مذہب کو عالمگیر خیال کر لیا۔ اور دوسرے لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کی بے فائدہ کوششیں کرنے لگ پڑے۔ جو ان کے مذہب کی رُو سے ناجائز تھا۔ یا پھر بعض نے محض لذت نفسانی کی خاطر کسی چیز کو یا اس کی خاص مقدار کو اپنے لئے جائز کر لیا۔ جیسے عیسائیوں نے سوٗر کھانا بالکل جائز قرار دیا۔ حالانکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور شراب کا بھی اس مقدار تک استعمال جائز قرار دے لیا۔ کہ جس سے نشہ نہ چڑھے۔ و نعوذ اس حد کو بھی باقی نہ رکھا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اس کا پینا بھی ممنوع قرار دیا تھا۔ اور یہ محض انجیل نویسوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر افترا ہے۔ کہ وہ شراب استعمال کیا کرتے تھے۔ یہ پادریوں کی غلطی ہے۔ کہ اس کی حلت کو ثابت کرنے کے لئے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے اس کو پینے کا ذکر انجیلوں میں کر دیا۔ حالانکہ یہ باتیں پولوس نے خود اپنی طرف سے زائد کیں۔ جیسا کہ ان کا ذکر اس نے خود اپنے خطوں میں کیا ہے۔ کہ جب وہ یونان میں تبلیغ عیسائیت کے لئے گیا۔ اور ان کو کہا۔ کہ ہم اور تم بالکل ایک ہیں۔ تم بھی تین خدا مانتے ہو۔ ہم بھی تین اقنوم مانتے ہیں۔ باپ۔ بیٹا روح القدس۔ لیکن یونانیوں نے کہا۔ کہ ہم اور تم ایک کیسے ہو سکتے ہیں۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جن کے تم پیرو ہو۔ وہ شراب اور سوٗر کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور یہ دونوں چیزیں ہماری گھُٹی میں رچی ہوئی ہیں۔ جب تک تم ان دونوں چیزوں کو حرام قرار دیتے رہو گے۔ ہمارا اور تمہارا میل کسی صورت میں نہیں ہو سکتا۔ اس وقت پولوس نے یہ بہانہ کیا۔ کہ حضرت مسیحؑ تو لوگوں کو شریعت کی لعنت سے آزاد کرنے آئے تھے۔ اس لئے شراب اور سوٗر دونوں چیزیں حلال ہیں۔ اس پر وہ راضی ہو گئے۔ اور انہوں نے عیسائیت قبول کر لی۔ اس کے بعد پولوس نے تحریف کرکے انجیل میں حضرت عیسےٰ کی طرف اس فعل کو منسوب کر دیا۔ تو بعض اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض قوموں پر خدا تعالےٰ نے خود ہی ان کو سزا دینے کی خاطر بعض چیزیں حرام کر دیں۔ جیسے اس کا ذکر خداوند تعالےٰ نے قرآن کریم میں بایں الفاظ کیا ہے۔

وعلی الذین ھادو حرمنا کل ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیھم شحومھما الا ما حملت ظھورھما او الحوایا او ما اختلط بعظم ذالک جزینٰھم ببغیھم وانا لصادقون۔

ان باتوں سے معلوم ہوا۔ کہ تمام مذاہب میں حلت و حُرمت کے قوانین اور اصول تو ہیں۔ لیکن یا تو بالکل ناقص ہیں۔ یا پھر بعد میں ان میں تحریف ہو گئی۔ جس کی وجہ سے وہ اب ناقابل عمل بن گئے ہیں۔ یا پھر کوئی حکم بطور سزا تھا۔ اور اب وہ وقت گذر گیا ہے۔ اور اسلام اور صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے۔ کہ جس میں حلت و حرمت کے قواعد اور اصول کو جامع مانع بیان کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک زمانے اور ہر ایک ملک کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو خداوند تعالےٰ نے فرمایا۔ کلوا مما فی الارض حلالا طیباً۔ کہ تم وہ چیزیں کھا سکتے ہو۔ جو حلال ہوں۔ یعنی شریعت ان کے کھانے میں روک نہ بنتی ہو۔ اور طیب ہوں۔ یعنی تمہارے دل کو بھی اچھی لگتی ہوں۔ اور شرفاء اس کا استعمال کرتے ہوں۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے۔ جس کی تشریح خدا تعالےٰ نے قرآن میں کئی جگہوں پر فرمائی ہے۔ قواعد شرعی الگ بتا دیئے ہیں۔ لیکن پھر بھی طبیعت کے چاہنے کا اس میں دخل رکھا ہے۔ جیسے حدیث شریف میں ہے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانے کے واسطے کسی شخص نے سوسمار کو پیش کیا۔ حالانکہ وہ از رُوئے شریع جائز تھی۔ لیکن چونکہ رسول مقبول کی طبیعت نے کراہت کی۔ اس لئے آپؐ نے دوسرے صحابہ سے فرمایا۔ کہ تم کھالو۔ میں نہیں کھاتا۔ کیونکہ یہ اس علاقے میں نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے میرا جی اس کے کھانے کو نہیں چاہتا۔ چنانچہ آپ کے اس فرمان کے بعد خالد بن ولید نے اسے کھا لیا۔ کیونکہ ان کو جنگوں میں جانے کی وجہ سے ایسے علاقوں میں جانے کا بھی موقعہ ملا تھا۔ جہاں اس کو کھایا جاتا تھا۔ اس واسطے ان کے دل سے اس کی نفرت دُور ہو چکی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ نے اُس کو کھا لیا۔

پس ثابت ہوا۔ کہ جب تک دونوں شرائط نہ پائے جاویں کوئی چیز کسی کے واسطے حلال نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر باوجود ناپسندیدگی کے کسی چیز کو کھایا جائے۔ تو اس کا اثر جسم پر نہیں ہوتا۔ اور وہ ہضم نہیں ہوتی۔ اس قاعدہ کلیہ کے بعد خداوند تعالےٰ نے حرام چیزوں کی تشریح کی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللّٰہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام۔ ذالکم فسق۔ کہ وہ چیزیں حرام ہیں۔ جن میں یہ چار صفات پائی جاویں۔ پہلی صفت یہ ہے۔ کہ ایسی چیز ہو جس کے کھانے سے عقل پر اثر پڑے۔ کہ عقل موٹی ہوتی ہو۔ اور دماغ کی وہ قوت جس سے باریکیاں ذہن میں آتی ہیں۔ کمزور ہو جائے۔ جیسے ہم چوہڑوں اور مردار خور قوموں کے حالات کے مشاہدہ سے معلوم کرتے ہیں۔ کہ ان کی عقلیں باریک بات کو سمجھ نہیں سکتیں۔

دوسری صفت یہ ہے۔ کہ جس کے کھانے سے صحت پر برا اثر پڑے۔ جیسے خون ہے۔ خون کے اندر چونکہ کئی قسم کی زہریں ہوتی ہیں۔ جن کے کھانے سے انسانی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ایسی چیزیں بھی حرام ہیں۔ جس کے کھانے سے صحت بگڑے۔

تیسری صفت یہ ہے۔ کہ ایسی چیزیں جن کے کھانے سے وہ اثرات ظاہر ہوں۔ جو سوٗر کے کھانے سے ہوتے ہیں۔ جیسے زیادتی شہوت۔ حرص کی ترقی۔ خلاف وضع فطرت افعال کی ترغیب۔ اپنے بچوں کو کھا جانا۔ بے غیرتی اور گندگی سے محبت وغیرہ۔ یہ سب عادتیں سوٗر میں پائی جاتی ہیں۔ اور چونکہ غذا کا

اثر جسم پر ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کا گوشت کھانے سے بھی ایسی ہی عادات پیدا ہوئی ہیں۔ پھر تیسری صفت یہ ہے۔ کہ وہ چیزیں حرام ہیں۔ جن کے کھانے سے انسان کا مذہب خراب ہوتا ہے۔ جیسے خدا کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کرنا۔ اور پھر ان چاروں قسم کی صفات والی چیزوں کے علاوہ چیزوں میں اگر مندرجہ ذیل باتیں پائی جائیں۔ تو پھر وہ بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ جیسے یہ کہ اس جانور کا گلا گھونٹ دیا جائے۔ تو اگرچہ وہ حلال ہے۔ پھر بھی وہ حرام ہو جائیگا۔ یا اس جانور کو لاٹھی یا اس قسم کی اور ضرب ماری گئی ہو۔ جس سے وہ مر جائے۔ تو وہ بھی حرام ہو جائے گا۔ یا وہ کسی اونچی جگہ سے نیچے گر پڑے۔ اور اسی صدمے سے مر جائے۔ تو وہ بھی حرام ہو جائیگا۔ یا اگر اس کو دوسرا جانور سینگ مارے جس سے وہ مر جائے۔ تو وہ بھی حرام ہے۔ یا پھر کوئی اور درندہ اسے پھاڑ ڈالے تو ان سب صورتوں میں وہ جانور جو از روئے شریعت حلال تھا۔ حرام ہو جائیگا۔ پھر اس کے آخر میں ان کے حرام ہونے کی وجہ بھی بتلا دی۔ کہ یہ فسق ہیں۔ یعنی ان سے روحانیت اور مذہب پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ ایک دوسری جگہ حرام چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے رجس کا لفظ فرمایا ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ جن چیزوں سے عقل اور صحت پر اثر پڑتا ہے۔ اور انہیں دونوں لفظوں میں یعنی رجس اور فسق میں اس تقسیم کی طرف اشارہ ہے۔ جو اس سے پہلے ذکر کی گئی ہے۔

چونکہ قرآن میں تفصیل وار حرام چیزوں کا ذکر نہیں بلکہ اصول بیان کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے ایک صحیح الفطرت اور مخلوق اور خالق کے درمیانی واسطہ کو تجویز کیا۔ جو مخلوق کا کامل ہمدرد ہے۔ اور ہمیں ہدایت کی۔ کہ اس کی فطرت بھی حلت و حرمت میں فرق کرنے میں کامل مہارت رکھتی ہے۔ چنانچہ اس کے لئے فرمایا۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ کہ رسول جس کے کرنے کا حکم دے۔ اس کو کر لیا کرو۔ اور جس سے روکے اس سے رُک جایا کرو۔ اور پھر اس کی طرف بھی توجہ دلا دی۔ جن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ ان میں انسانوں کو کسی اچھی چیز سے نہیں روکا گیا۔ بلکہ چونکہ وہ چیزیں بُری تھیں۔ اس وجہ سے انسان کو ان کے کھانے سے روکا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث۔ کہ حضرت رسول مقبول صرف وہی چیزیں حرام کرتے ہیں۔ جو خبیث ہیں۔ اور حلال صرف ان چیزوں کو کرتے ہیں۔ جو طیب ہیں۔ پس اس میں مخلوق کی بھلائی ہے۔ نہ کہ بے قاعدہ طور پر بعض چیزوں کو بغیر سبب کے حلال اور بعض کو حرام قرار دے دیا ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا۔ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق کہ طیب رزق حلال ہے۔

اب ان اصول کے بیان کرنے کے بعد اس بحث کا ایک تتمہ بھی خدا تعالےٰ نے بیان فرما دیا۔ وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ۔ کہ اب جبکہ خدا تعالےٰ نے حلال اور حرام چیزوں میں بین فرق کر دیا ہے۔ اب کوئی حرام چیز نہ کھائے۔ ہاں اگر ایسا موقعہ آ جائے۔ کہ انسان بھوک سے مرنے لگے۔ یا کوئی اور ایسی صورت پیش آ جائے۔ کہ انسان اس حرام کے کھانے پر مجبور ہو جائے۔ تو اس وقت صرف اتنی حرام چیز کھا سکتا ہے جس سے وہ وقت گذر جائے۔ لیکن لذت نفسانی سے نہیں کھا سکتا۔ اسمیں بھی اوقات کی تعیین نہیں کی۔ کیونکہ قرآن کی تعلیم عالمگیر تھی۔ اس لئے ان صورتوں کا حصر ناممکن تھا۔ اس لئے ایک اصول بیان کر دیا۔ کہ ہر ایک اس موقعہ پر مناسب تجویز کرے۔ پس جہاں حلت و حرمت کے مسئلہ کے پورے اصول بیان ہو گئے۔ ہاں یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ قرآن کریم سارے جہان اور ہر زمانہ کے لئے ہے۔

اب ایک اعتراض یہ ہو سکتا ہے۔ کہ اگر تفصیل وار حلال اور حرام چیزوں کو ذکر کر دیا جاتا۔ تو زیادہ سہولت اور غلطی سے بچانے کا موجب ہوتا۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر خداوند تعالےٰ ایسا کرتا۔ تو پھر برہمو سماج والوں کا یہ اعتراض پڑتا۔ کہ الہام کے وجود کو دنیا میں مان کر عقل کو بالکل جواب دینا پڑتا ہے۔ یعنے اگر خدا تعالےٰ بذریعہ الہام ہر ایک چیز کا ذکر کر کے خواہ وہ اس وقت موجود ہو۔ یا کبھی بعد دنیا میں موجود ہونے والی ہو۔ اس کے متعلق حلت و حرمت کا فیصلہ اسی وقت فرما دیتا۔ تو اس میں سوچنے اور عقل کو کام میں لانے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک اسلامی حکم میں عقل کو دخل دیا ہے۔ اسلئے اس مسئلے کو بھی عقل کے دخل سے خالی نہیں رکھا۔ بلکہ قوانین بیان کر دیئے ہیں تا لوگ خود ہی ان قواعد کو ملحوظ رکھ کر فیصلہ کریں ؂

لالہ منوہر لال کے خلاف جلسے

(۱) ۱۹ر ستمبر کو قادیان کے مسلمانوں نے ایک عام جلسہ منعقد کر کے حسب ذیل ریزولیوشن باتفاق آراء منظور کئے۔

(۱) اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ لالہ منوہر لال نے اپنے عہد وزارت میں انصاف کے ساتھ کام نہیں کیا۔ بلکہ ہر موقعہ پر فرقہ وارانہ ذہنیت کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے اس عہدہ پر ان کا دوبارہ تقرر نہیں ہونا چاہیئے۔

(۲) چونکہ مسلم قوم کو جو پہلے ہی تعلیم میں بہت پیچھے ہے۔ لالہ منوہر لال کی وزارت کے عہد میں تعلیمی لحاظ سے سخت نقصان پہنچا ہے۔ اس لئے قلمدان وزارت تعلیم کسی قابل اور منصف مزاج مسلمان کے سپرد ہونا چاہیئے۔ (۳) چونکہ موجودہ سیاسی تحریک کی وجہ سے جس سے مسلمان من حیث القوم علیحدہ رہے ہیں۔ ہندوؤں اور سکھوں میں فرقہ واری اور تعصب کے جذبات بہت ترقی کر گئے ہیں۔ اسلئے اگر فرقہ داری کے اصول پر ہی وزراء کا تقرر ضروری ہے۔ تو ہر قوم میں سے آزاد خیال آدمی وزارتوں کے لئے منتخب کئے جائیں۔

(۲) انجمن احمدیہ ملتان کا خاص جلسہ ۷ر ستمبر ۱۹۳ء کو منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن بہ اتفاق رائے پاس ہوئے

(۱) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے۔ کہ لالہ منوہر لعل صاحب سابق وزیر تعلیم پنجاب نے اپنی وزارت کے زمانہ میں مسلمانوں کے حقوق کو نہایت بے دردی سے پائمال کیا ہے۔ اور باوجود کونسلوں میں بار بار سوال ہونے اور کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکنے کے اپنی روش کو تبدیل نہ کیا۔

(۲) امسال ڈاکٹر موتی ساگر صاحب نے یونیورسٹی کی طرف سے کھڑا ہونے کی درخواست دی۔ مگر باوجود کانگریس کی مخالفت کے ہندو اخبارات اور ہندو سبھا نے ڈاکٹر صاحب پر زور دیکر درخواست واپس کرا دی۔ اور لالہ منوہر لعل صاحب کو بلا مقابلہ منتخب کرا لیا۔ اور مسلمان ووٹروں کے بہ حیثیت مجموعی ووٹ نہ دیکر علیحدگی کے اظہار کرنے کا موقعہ ہی نہ چھوڑا

(۳) لالہ جی کی نامزدگی کے کاغذات پر نہ صرف ہندوؤں بلکہ خاص کر مہاسبھائی ہندوؤں اور آریوں نے دستخط کئے۔ اور کسی ایک بھی گریجوایٹ مسلمان نے دستخط نہ کئے۔ یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ لالہ صاحب مسلمانوں کے ہرگز نمائندہ نہیں ہیں اسلئے وہ کسی مخلوط حلقہ کے نمائندہ بننے کے ہرگز اہل نہیں (۴) اسلئے یہ جلسہ حضور گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں ملتمس ہے۔ کہ کوئی وزارت بھی لالہ صاحب کے سپرد نہ کی جائے تا وہ مسلمانوں کی حقوق کو پائمال ک[illegible]

(...ل الرحمان اختر جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ ملتان)

چودھویں صدی کے مسلمانوں کی رواداری

نوشہرہ ککے زئیاں میں بعض غیر احمدی مخالفوں نے احمدیوں کی مخالفت شروع کر رکھی ہے۔ کچھ روز ہوئے۔ بابو حبیب اللہ کلرک امرتسر کو خاص طور پر بلا کر احمدیوں کے خلاف لیکچر دلوایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اور اعتقادات پر ہر قسم کے بے جا حملے کئے۔ بابو حبیب اللہ صاحب نے پہلے احمدیوں کو مدعو کیا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ کسی قسم کی خلاف تہذیب کوئی بات نہ ہوگی چنانچہ احمدی موقعہ وعظ پر گئے۔ مگر اس نے اپنے وعدہ کا کوئی پاس نہ کیا۔ اور جو گند اس کے اندر بھرا ہوا تھا۔ اچھالنا شروع کر دیا۔ احمدی لاچار اس مجلس سے اٹھکر چلے آئے۔ کیونکہ اندیشہ فساد تھا۔ اور غیر احمدی سامعین بجائے اس کے کہ اس کو اس خلاف تہذیب حرکت سے روکتے۔ اس کی معاونت کی۔ اور واہ واہ کا شور مچاتے رہے۔

ان خلاف واقعہ امور کے ازالہ کے لئے جماعت احمدیہ نوشہرہ نے بھی اپنے احمدی مبلغین مولوی غلام احمد صاحب مجاہد اور مولوی عبدالغفور صاحب کو بلایا۔ جو ۴ دن نوشہرہ میں رہے۔ غیر احمدیوں نے پھر دو تین مولویوں کو بلایا۔ اور مشورہ کیا گیا۔ کہ احمدیوں کا لیکچر کوئی آدمی جا کر نہ سنے۔ ہم نے ان سے پہلے اپنے لیکچر کا انتظام کیا۔ تو انہوں نے لڑکے بلوا کر شور ڈلوانا شروع کر دیا۔ اور احمدیوں کو مجبوراً اپنا لیکچر بند کرنا پڑا۔ اس کے بعد احمدیوں نے اپنے محلہ میں وعظ کا انتظام کیا۔ تو انہوں نے پھر وہی کارروائی لڑکوں سے کرائی۔ چنانچہ پھر لیکچر بند کیا گیا۔ ان سے کہا گیا کہ تم لوگ ایک ایک کر کے ہمارے ساتھ باہمی مصالحت سے مناظرہ کر لو۔ اول تو ہر طرح سے انکار کیا گیا۔ آخر بہت رد و کد کے بعد دو مضمون منتخب ہوئے۔ اجرائے نبوت اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام مگر عین وقت پر بھاگ گئے۔ اور مناظرہ سے انکار کر دیا۔ اور اپنے مولویوں کو رخصت کر دیا۔ اس کے بعد پھر احمدیوں نے جو صرف چار یا پانچ آدمی ہیں۔ ان کے غلط الزامات و بے جا اتہامات کا جواب دینے کے لئے انتظام کیا۔ اور نو بجے رات اپنے پرائیویٹ مکان پر لیکچر شروع کیا گیا۔ تو غیر احمدیوں نے پھر گاؤں کے لڑکوں کو جمع کر کے شور مچانا شروع کر دیا۔ اس پر ایک غیر احمدی شریف عورت نے عورتوں اور بچوں کو منع کیا۔ تو تمام گاؤں اس سے لڑائی پر آمادہ ہو گیا۔ اور عورتوں اور مردوں و لڑکوں کا اس قدر شور ہوا کہ توبہ ہی بھلی۔ ہمارے مبلغ نے اس موقعہ پر آیت لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون پڑھی۔ اور کہا۔ کہ تم لوگوں نے ان لوگوں کا نمونہ پیش کیا ہے۔ جن کے واسطے یہ آیت اتری ہے۔ اور چونکہ اللہ کریم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نوح قرار دیا ہے۔ لہذا غیر احمدی احباب کو خوف کرنا چاہئے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ رب العزت نوح کے مخالفوں کا سا سلوک ان سے کرے۔ اور یہ توبہ کا مقام ہے۔ نہ ہنسی اڑانے کا۔ اور یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے رویہ اور طریقہ کے خلاف ہے۔ لیکن انہوں نے یہ گفتگو بھی استہزا کے طور پر تماشہ بنا دیا۔ یہ ہے چودھویں صدی کے مسلمانوں کے اسلام کا نمونہ۔ اللہ تعالے ان لوگوں کو ہدایت دے۔

خاکسار عبدالعزیز سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ نوشہرہ ورکسر در

یہ خط کس کا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک طویل خط ۹ ؍۱۹ کا لکھا ہوا پہنچا ہے جس میں ایک دوست کے رویہ کے متعلق شکایت کی گئی ہے۔ لیکن نہ خط بھیجنے والے صاحب نے اپنا نام و مقام لکھا ہے۔ اور نہ ہی جن صاحب کی شکایت کی گئی ہے۔ ان کا نام لکھا گیا ہے۔ ڈاکخانہ کی مہر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ضلع منٹگمری کی کسی جماعت سے لکھا گیا ہے۔ پس جس جماعت کی طرف سے ایسا خط لکھا گیا ہو۔ وہ براہ کرم اس دوست کا نام جس کے متعلق شکایت کی گئی ہے۔ اور اپنے نام و مفصل پتے سے بھی اطلاع دیں۔ تا کوئی کارروائی کی جا سکے۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

قادیان کے بزرگ تو موتی سرمہ ہی پسند کرتے ہیں

اس لئے آپ کو بھی یہی سرمہ استعمال کرنا چاہیئے

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ ناظر تالیف و تصنیف موتی سرمہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ" مدرسۃ الخواتین کی ایک طالبہ کو گکروں کی وجہ سے سخت تکلیف تھی۔ چنانچہ وہ پڑھائی کرنے سے بھی عاجز ہوگئی تھی۔ اُس نے آپ کا موتی سرمہ چند روز تک استعمال کیا جس سے اُس کو بہت فائدہ ہوا۔ اب وہ باقاعدہ پڑھتی ہے۔ میں یہ اطلاع اس لئے آپ کو دیتا ہوں۔ تاکہ اور لوگ بھی موتی سرمہ کی اس خوبی سے آگاہ ہو کر اس سے فائدہ اٹھائیں"۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب:۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ" میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کے موتی سرمہ سے اُنکی آنکھوں کی سب بیماری اور کمزوری دور ہوگئی۔ اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل درست اور ٹھیک ہوگئی ہے۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو آپ تک پہونچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شایع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"۔

جناب میر محمد اسحاق صاحب فاضل:۔ ناظر ضیافت و سینئیر پروفیسر احمدیہ کالج تحریر فرماتے ہیں۔ کہ" مجھے گکروں کی مدت سے شکایت تھی۔ رات کو مطالعہ سے خارش۔ جلن۔ پانی بہنا۔ یہ عوارض زور پکڑ جاتے تھے۔ آپ کے موتی سرمہ نے مجھے بہت فائدہ دیا۔ اللہ کریم آپ کو جزائے خیر دے"۔

ضعف بصر۔ گکرے۔ جلن۔ خارش چشم۔ پھولا جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ یہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھینگے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بہتر پائینگے۔ اگر فائدہ نہ ہو۔ تو اپنی قیمت فی الفور واپس لو۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

بے روزگاروں کیلئے نادر موقعہ

امریکہ کے سیکنڈ ہینڈ کوٹوں کی تجارت کرکے بے روزگاری سے نجات حاصل کیجئے۔ ہم نے امسال قیمتوں میں بھی خاص رعایت کردی ہے۔ گرم کوٹ مردانہ مختلف سائز و رنگ یک صد کوٹوں کی سربند گانٹھ درجہ اول دو صد بیس (۲۲۰) روپیہ۔ اوورکوٹ پچاس عدد کی گانٹھ درجہ اول یک صد اسی (۱۸۰) روپیہ۔ جملہ گانٹھیں امریکہ کی سربند ہوں گی۔ اور نمبر اول لکھا ہوگا۔ پچیس فیصدی پیشگی آنے پر بقیہ رقم کا وی۔ پی۔ ہوگا۔ کُل قیمت پیشگی بھیجنے والے کو پانچ روپیہ فی گانٹھ کے حساب سے رعایت دی جاتی ہے۔ کرایہ ریل معاف۔ تین یا زائد گانٹھیں اکٹھی طلب کرتے والے کو دو روپیہ سینکڑہ کی مزید رعایت۔ مال عمدہ ہوگا۔ آزمایش شرط ہے۔ خاطر خواہ ماہواری مال منگوانے والے کو دس روپیہ ماہوار کرایہ دوکان بھی ملیگا۔

کٹ پیس کی تجارت کے خواہش مند قواعد طلب کریں۔ جواب کے لئے ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

دی اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی بمبئی نمبر ۸

رشتہ کی ضرورت

میرے ایک احمدی دوست عمر ۲۴ سال برسر روزگار تنخواہ مبلغ ۶۰ روپیہ۔ تین روپیہ سالانہ ترقی کے لئے ایک نوجوان تعلیم یافتہ۔ پابند صوم صلوٰۃ۔ امور خانہ داری سے واقف رشتہ کی ضرورت ہے۔ زمیندارہ اقوام کو ترجیح ہوگی مفصل حالات کے لئے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔

چوہدری غلام رسول احمدی ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول چک ۲۵۶ گ ب ڈاکخانہ جڑانوالہ۔ لائل پور۔

نیک نام گھڑیاں

ایک گھڑی برسوں کافی — فل جویل لیور گارنٹی شدہ

اخلاقاً اور انصافاً ہماری ذمہ داری

گھڑی خلاف آرڈر پہونچے۔ فوراً واپس کریں۔ تبدیلی مع خرچ ہمارے ذمہ بے عذر گھڑی کی درستی ایک سال تک مفت۔ بے احتیاطی باعث نقصان ہوگی۔ اکثر مبلغین و کارکنان سلسلہ احمدیہ نے تجربہ کیا ہے۔ آپ بھی ضرور تجربہ کریں۔

عہ دستی ۱۵ لائن سوئی کلائی کے لئے نکل کیس لعہ رولڈ گولڈ للعہ
عہ ، ۱۲ ، درمیانی کلائی ، لعہ چاندی رولڈ گولڈ
عہ ، ۱۰ ، پتلی کلائی ، ، ، ، ،
عہ جیبی ۱۶ ، دس جویل للعہ ۱۵ جویل للعہ ریڈیم کا ایک روپیہ زیادہ
عہ ٹائم پیس بیک الارم بہت اعلےٰ ہیں۔ کم قیمت گھڑیاں بغیر گارنٹی کے بھی بھیجتے ہیں۔

المشتہر:۔ حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور (یو۔پی)

صرف ایک دفعہ تین سو روپیہ لاگت لگا کر
ایک سو روپیہ ماہوار منافعہ حاصل کیجئے

ہمارا آہنی خراس (بیل چکی) لگا کر چھ روپے روزانہ آمدنی اور خرچ نکال کر خالص منافعہ یکصد روپیہ ماہوار رہیگا۔ خراس کے حالات اور تخمینہ و دیگر مشینری کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمایئے۔

ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز بٹالہ (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— لندن سے ۲۸ر ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ کل ایک کشتی میں سر جان نارٹن گرفتھ کی نعش پائی گئی۔ جسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ مقتول ایک ماہر انجینئر اور سپاہی تھا۔ دس سال تک پارلیمنٹ کا رکن بھی رہ چکا تھا۔ جنگ عظیم میں اُس نے میسا ئین کی چٹانوں کو سُرنگ لگا کر اُڑا دیا تھا۔ اور رومینیا کے تیل کے چشموں کے کارخانے کو بھی اسی شخص نے تباہ کیا تھا۔ تا جرمن افواج کو تیل نہ مل سکے۔

—— میڈرڈ میں ۲۸ر ستمبر کو ہسپانیہ کے تمام حصص سے آنے والے بیس ہزار جمہوریت پسندوں کے زبردست اجتماع نے شاہ ہسپانیہ سے تخت سے دست بردار ہونے کا مطالبہ کیا۔

—— ۲۹ر ستمبر کو جلگاؤں میں سر کانتی لال گاندھی۔ جو گاندھی جی کے پوتے ہیں۔ اور جو عباس طیب جی پارٹی کے ساتھ سزایاب ہو کر حال ہی میں رہا ہوئے تھے۔ پھر ستیہ گرہ کیمپ میں گرفتار کر لئے گئے۔

—— نواب سر مہر علی شاہ صاحب مغربی پنجاب مسلم حلقہ کی طرف سے کونسل آف سٹیٹ کے ممبر منتخب ہو گئے ہیں۔ صاحب ممدوح کے مقابلہ میں نقیر محمد رشید کھڑے ہوئے تھے لیکن انہیں ۹۹۲/۲۹ آراء سے شکست ہوئی۔

—— ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب نے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ گورنمنٹ سکول آف انجینئرنگ پنجاب رسول کے داخلے کا امتحان مقابلہ ۱۰ تا ۱۳۔ نومبر پنجاب یونیورسٹی ہال لاہور میں ہوگا۔

—— شملہ سے ۲۹ر ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ آج مسٹر سکرن نائر نے وائسرائے سے ملاقات کی۔ گفتگو کی نوعیت کے متعلق کچھ علم نہیں۔

—— لاہور سے ۳۰ر ستمبر کی خبر ہے۔ کہ مقدمہ سازش لاہور کا فیصلہ بڑی سرعت سے مرتب ہو رہا ہے۔ اور اب قریب الاختتام ہے۔ غالباً ۳ر اکتوبر کو سُنا دیا جائیگا۔

—— شملہ ۲۹ر ستمبر۔ آج حکومت پنجاب کے ارکان نے وائسرائے کو الوداعی دعوت دی جس میں ایک سو بیس احباب شامل ہوئے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ گجرات کانگریس کمیٹی توڑ دی گئی ہے۔ ورنگا ٹیم میں ۲۹ر ستمبر کو چار لڑکے آتشبازی کا سامان طیار کرتے ہوئے جل گئے۔ انہیں ہسپتال پہونچایا گیا۔ مگر جانبر نہ ہو سکے۔

—— بمبئی۔ ۳۰ر ستمبر۔ مسٹر کے ۔ ایم۔ پانگ جو دیسی عیسائیوں کے گول میز کانفرنس میں نمائندہ ہیں۔ حکومت نے گاندھی جی سے ملاقات کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

—— رگبی سے ۲۹ر ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ وزیر اعظم برطانیہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ مسٹر ایڈورڈ ہارکنس نے جو امریکہ کے ایک کروڑ پتی ہیں۔ انگلستان کو ایک گرانقدر رقم بطور عطیہ عطا کی ہے۔ اور دستاویز وقف میں لکھا ہے۔ کہ یہ رقم برطانیہ عظمیٰ میں اہم مقاصد پر صرف کی جائے۔

—— ۲۷ اور ۲۸ر ستمبر کی درمیانی رات کو شودرہ میں دہلی کے ایک طالب علم کے ہاتھ میں بم پھٹ گیا۔ جس سے اُس کا ہاتھ اُڑ گیا۔

—— کوئمبٹور کی میونسپلٹی نے پیشہ ور پارچہ بافوں کو وہ تمام محصولات معاف کر دیئے ہیں۔ جو پہلے انہیں ادا کرنے پڑتے تھے۔

—— الہ آباد سے ۳۰ر ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ لکشمی کانت جو کشن چانسی کے بنگلہ میں ایک بم اور ایک پستول کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا تھا۔ سشن سپرد کر دیا گیا ہے۔

—— ایرانی جریدہ "شفق سُرخ" نے اس بات کی تصدیق کی ہے۔ کہ کرنیل لارنس گذشتہ ہفتہ بھیس بدل کر طہران میں داخل ہوا۔ اور تین دن تک برطانی سفارت خانہ میں مقیم رہنے کے بعد نامعلوم مقام کو چلا گیا۔ یہ امر واقعی تعجب انگیز ہے۔ کہ اس افواہ کی اشاعت کے بعد نہ تو برطانی سفارتخانہ نے اس کی تردید کی۔ اور نہ ایرانی حکومت نے۔

—— کلکتہ میں ۳۰ر ستمبر کو سر اے۔ کے فضل الحق نے کہا۔ کہ حکومت بنگال سَن کی صنعت کے سلسلہ میں ایک کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور مجھے ہز ایکسیلنسی کی طرف سے یہ کہنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ کہ حکومت اس معاملہ پر کامل احتیاط سے غور کر رہی ہے۔

—— بنارس میں ۲۵ر ستمبر کو پولیس نے ایک بیوہ عورت کے مکان پر چھاپہ مارا۔ اور کارتوس گولیاں اور کیمیاوی مصالحہ کپڑوں کے صندوق سے برآمد کیا۔ یہ عورت یوتھ لیگ کی ممبر ہے۔

—— پونا کی ایک اطلاع ہے۔ کہ تعلقہ خنر کے مضافات میں بے چینی پھیل رہی ہے۔ کانگریسیوں نے باشندوں کو یقین دلا دیا ہے۔ کہ گاندھی بادشاہ ہو گیا ہے۔ اور اب اجازت ہے۔ کہ جنگلات کی اراضی کو کوئی جس طرح چاہے استعمال کرے۔ چنانچہ لوگ سرکاری ملازموں پر حملہ کر رہے ہیں۔ کانگریسیوں کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔

—— افغان قونصل جنرل افغانستان نے دہلی سے اعلان کیا ہے۔ کہ شاہ کابل کے فرزند ہز ہائینس محمد طاہر خان فرانس میں تعلیم سے فارغ ہو کر افغانستان جانے کے لئے ۲ر اکتوبر کو بمبئی میں وارد ہونگے۔

—— لاہور میں ۲۹ر ستمبر کو نواب نثار علی خان قزلباش نے جو کونسل آف سٹیٹ کے انتخابات میں چودہری محمد الدین صاحب کے مقابلہ میں ناکام رہے ہیں۔ اپنے مکان پر چودھری صاحب کو پُرتکلف دعوت دی۔ اور کہا۔ کہ مگر انتخاب بھی ایک سیاسی کھیل ہے۔ اور دوسرے کھیلوں کی طرح اس کھیل کے خاتمہ پر بھی حریفان مقابل کو شگفتگی اور کشادہ دلی سے جدا ہونا چاہیئے۔ یہ اپنی نوعیت کی پہلی دعوت ہے۔ مگر قابل تقلید۔

—— میمن سنگھ کی ایک اطلاع ہے۔ کہ جوٹ کی قیمت گر جانے کی وجہ سے سخت قحط ہو رہا ہے۔ بہت سے غریب لوگ ایک دولتمند کے گھر میں جمع ہو گئے۔ اور ستیہ گرہ کر کے اسے چاول اُدھار دینے پر مجبور کیا۔ لوٹ مار کی وارداتیں بھی شروع ہو گئی ہیں۔

—— احمد آباد کی اطلاع ہے۔ کہ دسہرہ کے روز نمک کا ستیہ گرہ کیا جائیگا۔ اور اس میں دس ہزار کے قریب لوگ شامل ہونگے۔

—— انگورہ کی خبر ہے۔ کہ نئی پارٹی کے لیڈر فریدبے کے آنے پر پبلک اور پولیس میں تصادم ہو گیا۔ پولیس نے گولی چلائی۔ دو آدمی ہلاک اور دس مجروح ہوئے۔

—— ایشیاء بھر کی عورتوں کی کانفرنس ۱۹ تا ۳۰ر جنوری ۱۹۳۱ء بمقام لاہور منعقد ہوگی۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ ایشیاء کی عورتوں میں اتحاد کے جذبہ کو ترقی دی جائے۔

—— وزارت بلدیات پنجاب نے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو اختیار دیدیا ہے۔ کہ وہ آوارہ کتوں کو مارنے کے لئے قواعد مرتب کر لیں۔

—— بندے ماترم کا نامہ نگار خصوصی پشاور اطلاع دیتا ہے۔ کہ بعض اخبارات میں یہ اطلاع شایع ہوئی ہے۔ کہ پشاور میں مارشل لا ہٹا لیا گیا ہے۔ یہ خبر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور شہر پشاور میں مارشل لاء بدستور جاری ہے۔

—— لاہور۔ ۲۹ر ستمبر۔ حکومت پنجاب کی وزارت بلدیات نے خاص اختیارات کی بناء پر محکمہ پولیس کی ضروریات کے لئے آنے والے آتشین اسلحہ اور گولی بارود کو پنجاب بھر میں چنگی کے محصول سے مستثنیٰ قرار دیدیا ہے۔

—— شملہ۔ ۲۹ر ستمبر۔ پنجاب گورنمنٹ کے ارکان اور وزیروں نے وائسرائے ہند کو جو دعوت دی۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے وائسرائے نے کہا۔ کہ کانگریسیوں نے کانفرنس میں شرکت سے انکار کر کے دوراندیشی کی کمی اور تدبر کے دیوالہ کا اظہار کیا ہے۔ میں نے مصالحت کا دروازہ کھلا رکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ممکن کوشش کی۔ گورنمنٹ نے ڈاکٹر سپرو اور مسٹر جیاکر کی صلح کی کوششوں کے متعلق آسانی بہم پہونچانے کے لئے ہر ممکن کوشش سے کام لیا۔ لیکن کانگریس نے جواب میں واقعات کا مقابلہ کرنے...

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)